ریاست کے داخلی امن واستحکام میں تحفظاتی اداروں کا کردار: فکرِ قرآنی کی روشنی میں

THE ROLE OF SECURITY INSTITUTIONS IN INTERNAL PEACE AND STABILITY OF STATE IN THE LIGHT OF QURĀNIC THOUGHT

Ghulam Rasul Zahid
PhD Scholar, Department of Quran and Tafseer, Allama Iqbal Open University Islamabad:drzahid2002@yahoo.com
Abdul Hameed Khan Abbasi
Professor, Department of Quran and Tafseer, Allama Iqbal Open University Islamabad:dr.ahameed.k@gmail.com

Abstrect

The paper discusses the crucial role of security institutions in establishing internal peace and security of a state in the light of teachings of Qurān. It is imperative to explore and ascertain whether there is any guidance in the Holy Qurān about the constitutional powers and operational responsibilities of these institutions. The first and foremost duty of a state is to protect life, honour, property and liberty of its citizens. The Holy Qurān attaches utmost importance to peace and internal security. It confers basic guiding principles for the state and all its institutions as well as individuals to maintain peace and tranquility in the society. The security institutions are entrusted with the most crucial duty of combating crime, bringing criminals and miscreants to book and ensuring security and stability, thereby fulfilling the fundamental state obligation. Based upon the Qurānic concepts of peace and internal security, we find perfect guidance in the Holy Qurān for security institutions to conduct, discipline and regulate their obligatory duties in accordance with its glorious teachings. In modern day state, particularly in the context of wide ranging and multifaceted threats posed by organized crime, terrorism, subversion and fifth generation warfare, the Qurānic guidance for front line security institutions is in fact the only way to strike fine balance between effective enforcement of law and equitable safeguard of constitutional rights of citizens. To ensure optimal internal peace, the constitutional and procedural laws must be enacted and implemented in consonance with this glorious guidance of Holy Qurān.

Keywords: State, Internal Peace, Security Institutions, Qurānic guidance.

اسلام امن اور سلامتی کا دین ہے۔ شاہ ولی اللہ کے نزدیک تدبیر منزل سے لے کر سیاستِ مدن تک قرآن مجید ہر شعبہ حیات میں ہماری موثر اور جامع رہنمائی کرتا ہے اور عبادات، معاملات، معاشرت اور سیاست کے ہر ممکنہ

پہلو کا احاطہ کرتا ہے[1]۔ قرآن مجید نے امن کے بالمقابل "فساد" اور "فتنہ" کی اصطلاحات استعمال کی ہیں اور متعدد مقامات پر فساد فی الارض سے بچنے اور امن پر کاربند رہنے کی تلقین کی ہے۔

﴿وَ لَا تُطِيْعُوْٓا اَمْرَ الْمُسْرِفِيْنَۙ- الَّذِيْنَ يُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ وَ لَا يُصْلِحُوْنَ﴾[2]

"اور حد سے تجاوز کرنے والے ان لوگوں کا کہنا نہ مانو جو زمین پر فساد برپا کرتے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے"

اسلامی ریاست کے اساسی فرائض میں قیام امن اور رفعِ فساد کے ذریعے امن و استحکام کا فریضہ بنیاد کے پتھر کی حیثیت رکھتا ہے۔ ریاست کے اعضاء میں سے تحفظاتی اداروں کی اہمیت اس لحاظ سے سب سے فزوں تر ہے کہ یہ ادارے ریاست کی اس بنیادی اور اساسی ذمہ داری کو نبھاتے ہیں۔

ریاست کے داخلی امن و استحکام کے قیام اور استقرار کی ذِمہ داری جن اداروں پر عائد ہوتی ہے اُن میں سے تحفظاتی ادارے (Security Institutions) سب سے زیادہ اہمیت کے حامل ہیں۔ دیگر ریاستی ادارے اور ستون بلاشبہ بے حد اہم ہیں۔ مقنّنہ کا اِدارہ قانون سازی اور آئین سازی کی نوعیت کا اساسی فریضہ انجام دیتا ہے۔ عدلیہ آئینی اور ملکی قوانین کی روشنی میں قانون کی تعبیر کرتی ہے اور عدل و انصاف کی فراہمی کو یقینی بناتی ہے لیکن یہ تحفظاتی ادارے ہیں جو داخلی امن و استحکام کے محاذ پر پہلی صف میں نبرد آزما ہوتے ہیں۔ مثلاً فوج کا اِدارہ قومی سلامتی کو لاحق سنگین خطرات اور بیرونی جارحیت کا مقابلہ کرتا ہے۔ انٹیلی جینس اِدارے انٹیلی جینس اور کاؤنٹر انٹیلی جینس کارروائیوں (Intelligence and Counter Intelligence operations) کے ذریعے اندرونی اور بیرونی دشمنوں سے نبرد آزما ہوتے ہیں۔ قومی تفتیشی اِدارے معاشی جرائم، سائبر کرائم (Cyber Crime) اور ملکی سطح کی غیر قانونی سرگرمیوں کے مرتکب افراد کو بے نقاب کرتے ہیں، اور ان سب سے بڑھ کر پولیس کا اِدارہ ریاست کی بنیادی ذمہ داری یعنی شہریوں کے جان، مال، عزت اور سلامتی کے تحفظ سے متعلقہ فرائض کی انجام دہی کرتا ہے۔

---

[1] شاہ ولی اللہ، قطب الدین احمد، الفوز الکبیر فی اصول التفسیر، مکتبہ قرآنیات، لاہور ۲۰۰۴ء، ص ۱۴

[2] سورۃ الشعراء، ۲۶: ۱۵۱، ۱۵۲

واقعہ یہ ہے کہ جب ہم تاریخی اعتبار سے ریاستی تصوّر کے اِرتقاء کا جائزہ لیتے ہیں تو تشکیل ریاست کے عمل میں تحفظاتی اداروں کی ضرورت و افادیت ہمیں اساسی حیثیت میں نظر آتی ہے۔ انسانی تہذیب و تمدن کی ترقی کے ساتھ ساتھ ریاست کی تشکیل کی ضرورت اوّل اوّل جرائم کی سرکوبی اور امنِ عامہ کے قیام کی خاطر محسوس کی گئی تھی۔ یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ ریاست کی طرف سے محصولات کے نظام(Taxation System) کا جواز بھی اِسی بنیاد کو بنایا گیا تھا کہ ریاست اِن محصولات کے عوض شہریوں کو جرائم سے پاک اور امن و استحکام پر مبنی ماحول فراہم کرے گی۔

ریاست کی تعریف اور اس کے مرکزی ادارے

ریاست ایک ایسی ہئیت مقتدرہ ہے جس کی بنیاد آبادی، علاقہ، حکومت اور اقتدارِ اعلیٰ پر مبنی ہوتی ہے، یہی عناصرِ اربعہ ریاست کی تشکیل کرتے ہیں۔ مشہور جرمن ماہرِ سماجیات(Sociologist) میکس ویبر Max Weber نے ریاست کی تعریف اِن الفاظ میں کی ہے:

"State is a polity that maintains a monopoly on the legitimate use of violence[3]"

"ریاست ایک ایسا سیاسی نظام ہے جو تشدد کے قانونی استعمال پر اجارہ داری رکھتا ہے"۔

انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا کے مطابق:

"The state is a form of human association distinguished from other social groups by its purpose; the establishment of order and security; its methods, the laws and their enforcement; its territory, the area of jurisdiction or geographical boundaries and finally by its sovereignty.[4]"

---

[3]Trevor C. Salmon, Mask F. Imber, Issues in International Relations, Taylor & Francis, Bingdom UK 2008 p54

[4]https://www.britannica.com/topic/state-sovereign-political-entity accessed on 8th May 2020 1900 hrs

"ریاست انسانی تنظیم کی ایسی شکل ہے جو دوسرے سماجی گروہوں سے ممتاز ہوتی ہے، بلحاظ اس کے مقصد کے؛ امن و امان اور سیکیورٹی کے قیام کے حوالے سے؛ اس کے طریق کار، قوانین اور ان کے نفاذ سے؛ اس کے علاقے، علاقائی دائرہ اختیار یا جغرافیائی حدود سے اور آخر میں اس کے اقتدارِ اعلیٰ کے اعتبار سے"۔

اس تعریف میں بھی امن و امان اور شہریوں کے تحفظ کو ہی وہ اوّلین بنیاد قرار دیا گیا ہے جس پر ریاست کا ادارہ استوار کیا جاتا ہے۔ میکس ویبر (Max Weber) کی تعریف میں طاقت اور تشدد کے استعمال کو بہت سے تائیدی اور مخالفانہ تنقید کا سامنا کرنا پڑا لیکن اس تعریف کی روح میں ہئیت مقتدرہ کی اتھارٹی کی جس طاقت کا ذِکر ہے وہ ایک سیکولر ریاست کے لیے قیام و بقاء کا ذریعہ بھی ہے۔ لیکن قرآن حکیم نے ریاست اور اس کے تحفظاتی اداروں کے لیے صرف جائز اور قانونی طاقت کے استعمال کو روا رکھا ہے۔

ابو نصر فارابی نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب "آراء اهل المدينة الفاضلة ومضاداتها" میں مدینۃ الفاضلۃ کے ضمن میں لکھا ہے:

"فالمدينة التی يقصد بالاجتماع فيها التعاون على الاشياء التی تنال بها السعادة فی الحقيقة، هی المدينة الفاضلة"[5]

"لہذا وہ ریاست جس میں اجتماعی مقصد یہ ہو کہ ان امور میں تعاون کی فضا قائم کی جائے جن سے حقیقی سعادت کا حصول ہو وہ ریاستِ فاضلہ ہے" ریاستِ فاضلہ کے بالمقابل وہ ریاستِ جاہلہ اور اس کی اقسام کا ذکر کرتے ہیں۔

عہدِ حاضر کی ریاست کا تصوّر ۱۶۴۸ کے معاہدہ ویسٹ فیلیا (The Treaty of Westphalia) کا مرہون منت سمجھا جاتا ہے۔ عہدِ یونان کی شہری ریاستوں سے لے کر عہدِ حاضر کی جمہوری، نیم جمہوری اور آمرانہ ریاستوں کا ارتقاء ایک مخصوص تاریخ رکھتا ہے۔

امن کا لفظ خوف کی ضد کے طور مستعمل ہے، جیسا کہ ابنِ منظور نے اسے لسان العرب میں "والأَمْنُ: ضدُّ الخَوْفِ" قرار دیا ہے[6]۔

---

[5] الفارابی، ابونصر، محمد، آرا اہل المدینہ الفاضلہ و مضاد تھا، مئوسسۃ ھنداوی للتعلیم والثقافۃ، قاہرہ، ۲۰۱۲، ص ۷۰

[6] ابن منظور، محمد بن مکرم بن علی، ابو الفضل، لسان العرب، دار صادر، بیروت ۱۴۱۴ھ، ج:۱۳، ص:۲۱

علامہ راغب اصفہانی نے المفردات میں امن کے ذیل میں اس کی تعریف یوں کی ہے:

"أصل الأَمْن: طمأنينة النفس وزوال الخوف، والأَمْنُ والأَمَانَةُ والأَمَانُ في الأصل مصادر" [7]

"امن کی اصل نفس کی طمانیت اور خوف کا زائل ہونا ہے، اور اس کے اصل مصادر امن، امانۃ اور امان ہیں"۔

قرآن مجید میں سورۃ قریش میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِي أَطْعَمَهُم مِّن جُوعٍ وَآمَنَهُم مِّنْ خَوْفٍ﴾[8]

"وہی ذات باری ہے جس نے اُنہیں بھوک میں کھلایا اور خوف میں امن عطا کیا"۔

تحفظاتی ادارے

تحفظاتی اداروں میں فوج اور پولیس کے علاوہ پیر املٹری، وفاقی تحقیقاتی، کسٹم انٹیلی جنس اور انسدادِ منشیات کے اداروں بشمول کوسٹ گارڈ کے ساتھ ساتھ بالواسطہ طور پر قومی سطح پر مخابراتی اور پالیسی ساز ادارے جیسے نیکٹا بھی شامل ہیں۔ پولیس براہِ راست داخلی امن واستحکام کے لیے سب سے زیادہ ذمہ دار ہے جبکہ غیر معمولی حالات کے پیشِ نظر مسلح افواج کو سول حکومت کی مدد کے لیے طلب کیا جاتا ہے۔

اگرچہ تمام تحفظاتی ادارے اپنے اپنے دائرہ عمل میں خاص اہمیت کے حامل ہیں اور ریاست کے داخلی امن واستحکام میں اُن کا کردار بہت اہم ہے لیکن دو ادارے ایسے ہیں جو بالخصوص اس حوالے سے بنیاد اور اساس کا درجہ رکھتے ہیں یعنی پولیس اور مسلح افواج۔ اس لیے ذیل میں ہم ان دو اہم اداروں کا ذکر قدرے تفصیل سے کر رہے ہیں۔ باقی سیکورٹی ادارے چونکہ انہی اداروں سے منسلک ہوتے ہیں اس لیے یہاں ان کا الگ الگ ذکر موضوع کی اساسی ضرورت نہیں ہے۔

ریاستی امن میں پولیس کا کردار

لفظ پولیس دراصل لاطینی لفظ Politia سے نکلا ہے جو شہریت، انتظامیہ اور سول نظامِ حکومت کے معنی رکھتا ہے۔ یہ لفظ یونانی لفظ Polis سے مشتق ہے جس کے معنی شہر کے ہیں۔ یونان میں شہری ریاستوں کا نظام قائم

---

[7] اصفہانی، راغب، ابو القاسم الحسین بن محمد، امام، المفردات فی غریب القرآن، دار القلم الشامیۃ، بیروت۔ لبنان، ۱۴۱۲ھ، ج:۱، ص:۹۰

[8] القریش، ۱۰۶:۴

تھا۔ پولیس کے اِدارے کے لیے شہر کے لفظ Polis سے اس کے نام کا اشتقاق اس ادارے کی شہری ریاست میں اہمیت کا واضح ثبوت ہے۔ پولیس کے فرائض اور ذمہ داریوں کے حوالے سے ایک دانشور نے لکھا ہے۔

"Even more important is the fact that the police function is often so much broader than mere law enforcement. It is generally accepted that the functions of police encompass prevention and detection of crime, maintenance of public order and provision of assistance to the public"[9]

"یہ حقیقت زیادہ اہم ہے کہ پولیس کے فرائض اکثر اوقات محض نفاذِ قانون سے زیادہ وسعت رکھتے ہیں۔ پولیس کے فرائض میں ارتکابِ جرائم کی پیش بندی اور سراغ رسی، امن و امان کا قیام اور عوام الناس کو مدد کی فراہمی شامل ہیں" ۱۸۲۹ کا لندن میٹروپولیٹن ایکٹ جس کا محرک سر رابرٹ پیل تھا موجودہ زمانے کی پولیس کا سنگِ میل گردانا جاتا ہے[10]۔

عہدِ اسلامی میں پولیس کے لیے 'شرطہ' کا لفظ استعمال کیا گیا۔ زمخشری نے 'شرطہ' کی اصطلاح کے حوالے سے لکھا ہے کہ: "والشرطة: نخبة الجَيْش الَّتِي تشهد الْوَاقِعَة------------"[11]

"شرطہ وہ منتخب کیے گئے جانباز ہیں جو یہ شرط باندھ لیں کہ وہ شہادت سے سرفراز ہوں گے"۔

قسطلانی کے الفاظ میں: "قيل هم أول طائفة تتقدم الجيش"۔[12]

''وہ ہراول دستے کے فرائض انجام دیتے ہیں اور لشکر کے آگے آگے چلتے ہیں"۔

دائرہ معارف اسلامیہ کے مطابق شرطہ سے مراد وہ جماعت ہے جس کے ذمہ نظم ونسق اور حفاظتِ عامہ کا کام ہے[13]۔

---

[9] Osse, Anneke, Understanding Policing, Amnesty International, Nederland 2012, P.42

[10] 'Police' Everyman Encyclopedia, J M Dent & Sons, London 1978 Vol.9 p645

[11] زمخشری، جاراللہ، ابوالاقاسم محمود، الفائق فی غریب الحدیث، دارالمعرفہ، بیروت۔ لبنان، حروف الشین، ج ۲ ص ۲۳۸

[12] قسطلانی، احمد بن محمد بن ابی بکر، ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری، المطبعۃ الکبری الأمیریۃ۔ مصر، ۱۳۲۳ھ، کتاب الاحکام، ج: ا، ص: ۲۲۷، رقم: ۷۱۵۵

[13] 'شرطہ' دائرہ معارف اسلامیہ، دانشگاہ پنجاب، ۱۹۷۵، ج ۱۱، ص ۶۷۲

عہدِ حاضر میں پولیس ایک ایسا آئینی ادارہ ہے جو ریاست کی طرف سے قانون نافذ کرنے، شہریوں کے جان و مال اور عزت کے تحفظ کو یقینی بنانے، جرائم کی روک تھام کرنے، تفتیشی عمل کے ذریعے مجرموں کی سرکوبی کرنے اور بدامنی کے تدارک و خاتمہ کے لیے قائم کیا جاتا ہے[14]۔ اگرچہ پولیس کے فرائض میں متنوع حالات میں مختلف ذمہ داریاں شامل ہیں لیکن اس کی اہم ترین ذمہ داریوں کا تعلق امن و امان کے قیام سے ہے[15]۔

پاکستان کے پولیس آرڈر 2002ء کے آرٹیکل 4 کے تحت جن فرائض کی انجام دہی کا پولیس کو ذمہ دار قرار دیا گیا ہے ان میں شہریوں کے جان و مال اور آزادی کا تحفظ، قیام امن اور اس کا برقرار رکھنا، جرائم اور بدامنی کا تدارک، شہریوں کے حقوق کی پاسداری اور جرائم کی روک تھام اور تفتیش بطور خاص قابلِ ذکر ہیں[16]۔

ریاستی امن میں عسکری قوت کی مرکزیت

جہاں تک فوج کا تعلق ہے تو فوج ایک ایسا ادارہ ہے جسے نہایت پیشہ ورانہ بنیادوں پر منظم کیا جاتا ہے اور بہترین اسلحہ سے لیس کیا جاتا ہے۔ اس ادارے کا کام بیرونی جارحیت کا مقابلہ اور سرحدوں کا دفاع ہے۔ مسلح افواج میں بری، بحری، فضائی افواج شامل ہیں۔ انگریزی لفظ ملٹری (Military) دراصل لاطینی لفظ Militaris سے مشتق ہے جس کے معنی سپاہی کے ہیں[17]۔

فوجی طاقت ریاستی قوت کا اولین مظہر تھی۔ وہی ریاست مضبوط سمجھی جاتی تھی جس کی عسکری طاقت بالاتر ہوتی تھی۔ Caforio کے الفاظ میں

"Humans' first tools are weapons and the first authority established in the group is that of a military chief"[18]

---

[14]Police Studies Institute, The role and Responsibilities of Police, London, 1996 p xii

[15]Neocleous Mark, Fabricating Social order: A Critical History of Police Power, Pluto Press, 2004, p93-94

[16]پولیس آرڈر 2002: ایک تعارف، مرکز برائے امن و ترقیاتی اقدامات (CPDI-Pakistan)، آرٹیکل 4

17 Tucker, T.G. Etimological Dictionary of Latin, Ares Publishers Inc. Chicago, 1985 p156

18 Giuseppe Caforio, A Handbook of the Sociology of the Military, Springer, Boston 2006 p8

"انسانوں نے جو اوزار سب سے پہلے استعمال کئے وہ ہتھیار ہیں اور گروہِ انسانی میں جس مقتدرہ نے سب سے پہلے قدم جمائے وہ فوجی سردار کی شخصیت ہے"

عہدِ حاضر میں بھی عسکری طاقت سے ہی کسی ملک کی عظمت و تفوق کا اندازہ لگایا جاتا ہے اور یہی طاقت ریاست کے معاشی وسماجی اور سیاسی و داخلی استحکام کا ایک اہم اور موثر ذریعہ سمجھی جاتی ہے۔ مسلح افواج کا اِدارہ بیرونی جارحیت سے دفاع کے فرائض انجام دیتا ہے لیکن خانہ جنگی، دہشت گردی اور تخریب کاری جیسے غیر معمولی حالات میں آئینی طور پر اسے داخلی امن وامان کی ذمہ داریاں بھی سونپ دی جاتی ہیں۔

تفتیشی اور مخابراتی ادارے

ریاست کے داخلی امن کے لیے صوبائی اور وفاقی تفتیشی ادارے جن میں احتساب سے وابستہ ادارے بھی شامل ہیں اس لحاظ سے حد درجہ اہمیت کے حامل ہیں کہ ان کی موثر کارکردگی کی بدولت شواہد اور ثبوتوں کی روشنی میں مجرم اور مفسد اپنے انجام کو پہنچتے ہیں اور معاشرہ بدامنی کی آلودگی سے پاک ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں سورۃ الحجرات میں تفتیش کے نازک لیکن معنی خیز عمل کے لیے واضح ہدایت موجود ہے۔

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًاۢ بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ﴾[19]

"اے اہلِ ایمان، اگر کوئی فاسق تمہارے پاس خبر لے کر آئے تو اس کی خوب تحقیق کر لیا کرو ایسا نہ ہو کہ تم بے جانے بوجھے کسی گروہ کو نقصان پہنچا بیٹھو اور پھر اپنے کئے پر نادم ہو کر رہ جاؤ"۔

مخابراتی اداروں (Intelligence Agencies) کا معاملہ اس لحاظ سے اور بھی نازک تر اور اہم تر ہے کہ یہ ادارے دراصل ریاست کے لیے کان اور آنکھوں کا درجہ رکھتے ہیں۔ عہد حاضر کی ریاست میں ان اداروں کے انٹیلی جنس اور کاؤنٹر انٹیلی جنس آپریشن (Intelligence and Counter-Intelligence operation) امن وامان اور داخلی استحکام میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔ قرآن مجید کی تعلیمات کی روشنی میں مخابراتی اداروں کو محض گمان کی بنیاد پر نہیں بلکہ ٹھوس معلومات کی فراہمی اور تجزیے کی بناء پر اپنی تمام کارروائیوں کو انجام دینا چاہیے۔ یہی پیشہ ورانہ تقاضا ہے اور یہی قرآن مجید کی ذیل آیات کا مفہوم و مدعا۔

---

[19] الحجرات ۴۹:۶

﴿يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ﴾[20]

"اے ایمان والو بہت زیادہ گمان سے بچو، بلاشبہ بعض گمان گناہ کی حیثیت رکھتے ہیں"

ریاست کے داخلی امن کے لیے قرآنی رہنما اصول

داخلی امن و امان ہر زمانے میں کسی بھی ریاست کے لیے سب سے اوّلین ذمہ داری رہی ہے لیکن موجودہ زمانے میں جبکہ روایتی جنگوں کی جگہ غیر روایتی حربی و تزویراتی حکمت عملی نے لے لی ہے۔ دہشت گردی، تخریب کاری اور ففتھ جنریشن وار فیئر کے حربے استعمال کیے جا رہے ہیں۔ مخابراتی آویزش کا کردار بہت اہم ہوتا جا رہا ہے۔ ان مشکل حالات میں تحفظاتی اداروں کی اہمیت، افادیت، کارکردگی اور استعدادِ کار نے غیر معمولی اہمیت اختیار کر لی ہے۔

ریاست کا مقصدِ وجود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اِن الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

﴿اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ﴾[21]

"یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر انہیں زمین پر اقتدار عطا کریں تو وہ نماز قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں، معروف کا حکم دیں اور منکر سے روکیں"

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر وجودِ ریاست کے جواز کی اصل بنیاد ہیں۔ ایک مثالی ریاست کے فرائض اور ذمہ داریوں کے لیے قرآن ہی سب سے اہم ذریعہ رہنمائی ہے۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی کے الفاظ میں: "مسلمانوں کے لیے اصل سند اور حجّت قرآن پاک ہے۔ جو چیز قرآن کے خلاف ہے وہ ہرگز قابلِ اتباع نہیں"۔[22]

﴿ٱتَّبِعُواْ مَآ أُنزِلَ إِلَيۡكُم مِّن رَّبِّكُمۡ وَلَا تَتَّبِعُواْ مِن دُونِهِۦٓ أَوۡلِيَآءَ﴾[23]

---

[20] الحجرات ۴۹:۱۲

[21] الحج، ۲۲:۴۱

[22] مودودی، ابوالاعلیٰ، اسلامی ریاست، اسلامک پبلی کیشنز لاہور، ۱۹۹۷ء ص: ۲۷۱-۲۷۲

[23] الاعراف، ۷:۳

"جو تم لوگوں پر تمہارے پروردگار کی طرف سے نازل کیا گیا اس کی پیروی کرو اور اس کے سوا دوسروں کی پیروی نہ کرو" اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَن لَّمۡ يَحۡكُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ فَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡكَٰفِرُونَ--------فَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلظَّٰلِمُونَ ...... فَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡفَٰسِقُونَ﴾[24]

"جو لوگ اللہ کے نازل کیے ہوئے کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی لوگ کافر ہیں۔۔۔۔۔ وہی لوگ ظالم ہیں۔۔۔۔۔۔۔وہی لوگ فاسق ہیں"۔

ان آیات کے حوالہ سے سید ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں" قرآن مجید اسلامی تصوّر ریاست کا سب سے پہلا ماخذ ہے، اس میں اللہ تعالیٰ کے احکام و فرامین ہیں۔ یہ احکام و فرامین انسان کی پوری زندگی کے معاملات پر حاوی ہیں"[25]عبد القادر عودہ شہید کے مطابق قرآنی احکام دو انواع کے ہیں ایک وہ جو عقائد اور عبادات سے متعلقہ ہیں اور دوسرے وہ جو نظامِ حکومت اور نظمِ ملت سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان میں دستوری اور انتظامی مسائل شامل ہیں[26]۔

ہمیں قرآن حکیم میں تحفظاتی اداروں کے لیے وہ رہنما درخشاں اصول بڑی وضاحت سے ملتے ہیں جن کی روشنی میں ریاست کے داخلی امن و استحکام کو نہ صرف قائم اور برقرار رکھا جا سکتا ہے بلکہ اس کے فروغ و استحکام سے دیگر معاشی و معاشرتی سرگرمیوں میں ترقی اور افزائش کو یقینی بنایا جا سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ روحانی بالیدگی اور طمانیت کا سامان بھی فراہم کیا جا سکتا ہے کیونکہ اسلام کے نظام ریاست میں" محض امن کا قیام، محض قومی سرحدوں کی حفاظت، محض عوام کا معیار زندگی بلند کرنا اس کا آخری اور انتہائی مقصد نہیں" بلکہ اپنے شہریوں میں خدا خوفی، فکرِ آخرت اور فلاحِ اخروی کا احساس اجاگر کرنا اس کا مطمع نظر ہونا چاہیے[27]"۔

---

[24] المائدہ، ۵: ۴۴ تا ۴۷

[25] مودودی، ابوالاعلیٰ، اسلامی ریاست، ص: ۲۷۱

[26] عودہ، عبد القادر، اسلام کا فوجداری قانون، ترجمہ ساجد الرحمٰن کاندھلوی، اسلامک پبلی کیشنز لاہور ۱۹۸۴ء ص ۲۲۶

[27] مودودی، ابوالاعلیٰ، اسلامی ریاست، ص: ۳۳۵

ریاستی اداروں کے لیے "معروف" کا اصول

قرآن حکیم کی متعدد آیات میں داخلی امن و استحکام کے حوالے سے ریاستی ذمہ داریوں اور خصوصاً تحفظاتی اداروں کے کردار کی رہنمائی کے لیے جامع اصول موجود ہیں اور واضح حکمتِ عملی بیان کر دی گئی ہے۔ تفسیری توضیحات بالخصوص جو رسول اللہ ﷺ سے مرفوعاً روایات ہیں، کامل لائحہ عمل اور پالیسی گائیڈ لائن فراہم کرتی ہیں۔

ریاست کے دوسرے اداروں کی طرح تحفظاتی ادارے صرف اُن احکامات کی بجا آوری کی پابند ہے جو 'معروف' کی تعریف میں آتے ہیں اور جو قانونی و آئینی حیثیت رکھتے ہیں۔ چونکہ حکمرانوں میں اپنے اغراض و مقاصد کے لیے ان اداروں کو غیر قانونی اور غیر آئینی مقاصد کے لیے استعمال کرنے کا رجحان پایا جاتا ہے اس لیے یہ رہنما اصول کلیدی اہمیت کا حامل ہے۔ سورۃ ممتحنہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا يَعۡصِينَكَ فِي مَعۡرُوفٍ﴾[28] "اور وہ معروف کاموں میں آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی"۔

یہاں معروف سے مراد وہ امور و احکام ہیں جو نہ صرف قرآن و سنت کی تعلیمات کے مطابق ہوں بلکہ قانونی اور آئینی حیثیت بھی رکھتے ہوں، خود رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ والاصفات کے لیے صرف اطاعت فی المعروف کا حکم ہے تو دیگر افراد یا اداروں کے لیے تو اس حکم کی شدت اور بھی قوی تر ہے۔ قرطبی نے کلبی کی سند سے بیان کیا ہے کہ هو عام فی کل معروف امرالله عزوجلَ ورسولُه به[29] "لفظ معروف اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے تمام احکام و فرامین کا احاطہ کرتا ہے"

رسول اللہ ﷺ نے نہایت صراحت سے قرآن کے اصول کی وضاحت درج ذیل روایت میں فرمائی ہے:
السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى المَرْءِ المسْلِمِ فِيمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ، مَا لَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ، فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلاَ سَمْعَ وَلاَ طَاعَةَ[30] "ہر مسلمان پر سمع و طاعت لازم ہے خواہ اسے پسند ہو یا ناپسند، جب تک اُسے معصیت کا حکم نہ دیا جائے، پھر جب

[28] الممتحنہ، ۱۲:۶۰

[29] قرطبی، ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن ابو بکر، الجامع الاحکام القرآن، جلد ۲۰، ص ۴۲۷، موسسہ الرسالۃ، بیروت، 2006

[30] بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسمعیل، امام، الصحیح البخاری (الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسننہ و ایامہ)، کتاب الاحکام، باب: السمع والطاعۃ للامام مالم تکن معصیۃ، رقم ۷۱۴۴ مکتبہ دار السلام الریاض، ۱۹۹۹

اُسے معصیت کا حکم دیا جائے تو سمع وطاعت لازم نہیں رہتے"۔ آپ ﷺ سے مزید منقول ہے: لَا طَاعَةَ فِي مَعْصِيَةِ اللهِ، إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ[31] "اللہ تعالیٰ کی معصیت میں کوئی اطاعت نہیں، اطاعت تو صرف معروف میں ہے"۔

تحفظاتی ادارے چونکہ منظم ادارے ہوتے ہیں، نظم وضبط کی پاسداری کرتے ہیں اور حکام بالا کے احکام کی تعمیل بجالاتے ہیں، اس لیے عہد حاضر میں دنیا بھر کے آئین اور قوانین اصولی اعتبار سے اس قاعدے کو عالمگیر اصول کے درجے میں مانتے ہیں کہ افراد اور اداروں پر صرف قانونی احکامات کی تعمیل لازم ہے۔ پاکستان کی اعلیٰ عدالتیں ایک سے زائد مرتبہ اپنے فیصلوں میں اسی اصول کو بیان کر چکی ہیں کہ اِن اداروں کے لیے صرف انہی احکامات کی تعمیل لازم ہے جو قانون اور آئین کے مطابق ہوں۔ اگر قرآن کے اس اصول کو اپنالیا جائے تو سیاسی مداخلت اور انتظامی دراندازیوں سے قانون نافذ کرنے والے تحفظاتی اداروں کو کاملاً محفوظ بنایا جاسکتا ہے۔

لفظ معروف اُن تمام امور پر حاوی ہے جو فطرت، عقل اور دین کے نزدیک پسندیدہ ہیں۔ جبکہ منکر اس کی ضد ہے۔ ریاست کے تناظر میں معروف کو آئینی اور قانونی طور پر نافذ کرنا دین متین کا تقاضا ہے جبکہ منکر کا بزورِ قوت انسداد و تدارک لازم ٹھہرتا ہے۔ سورۃ الحج کی آیت ذیل میں یہی اصول بیان کیا گیا ہے:

﴿ٱلَّذِينَ إِن مَّكَّنَّٰهُمۡ فِي ٱلۡأَرۡضِ أَقَامُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتَوُاْ ٱلزَّكَوٰةَ وَأَمَرُواْ بِٱلۡمَعۡرُوفِ وَنَهَوۡاْ عَنِ ٱلۡمُنكَرِ﴾[32]

"یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر انہیں زمین پر اقتدار عطا کریں تو وہ نماز قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں، معروف کا حکم دیں اور منکر سے روکیں"۔ اس آیت مبارکہ کی وضاحت ہمیں ارشادِ نبویؐ میں ملتی ہے۔

---

[31] مسلم بن حجاج، ابوالحسن، صحیح مسلم (المسند الصحیح المختصر من السنن بنقل العدل عن العدل عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)، کتاب الامارۃ، باب وجوب طاعۃ الأمرائ فی غیر معصیۃ، رقم ۱۷۰۷، مکتبہ دارالسلام الریاض، ۱۹۹۸

[32] الحج، ۲۲:۴۱

مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ[33]"تم میں سے کوئی منکر کام دیکھے تو اسے اپنے زورِ بازو سے اسے بدل کر رکھ دے۔ اگر اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو اپنی زبان سے اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ رکھتا ہو تو اپنے دل سے (ایسا کرے) اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے"۔

قوموں کی بربادی کی وجوہات میں سے ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ منکرات سے نہ تو ریاستی سطح پر روکا جاتا ہے اور نہ انفرادی سطح پر ان کے تدارک و استیلاء کی ذمہ داری کو محسوس کیا جاتا ہے۔ بنی اسرائیل کے زوال و نکبت کی وجہ بیان کرتے ہوئے قرآن حکیم میں ارشاد ہے: ﴿كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ﴾[34]

"وہ منکر امور سے جن میں وہ مبتلا تھے ان کو روکا نہیں کرتے تھے"۔

نظمِ ریاست میں تحفظاتی اداروں کا کردار

امن و امان کا قیام، جرائم کا خاتمہ اور شہریوں کے حقوق کا تحفظ ریاست کی اوّلین ذمہ داری ہے۔ منکرات اور جرائم کی بزور بازو بیخ کنی ہی امن و استحکام کے قیام و بقاء کی موثر ترین صورت ہے۔ ایک منظم ریاستی ڈھانچے میں یہ ذمہ داری انفرادی سطح پر ادا نہیں کی جاتی بلکہ ایک موثر قوتِ نافذہ کے ذریعے اس کی تنفیذ کو عمل میں لایا جاتا ہے۔ تحفظاتی ادارے ہی وہ منظم ریاستی مشینری تشکیل دیتے ہیں جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ بزورِ طاقت انجام دیتی ہے۔ محمد طاہر القادری کے الفاظ میں "ہاتھ سے روکنے سے مراد اگر بزورِ طاقت روکنا ہی مراد لیا جائے تو اس سے مراد قوتِ نافذہ یعنی حکومت اور حکومتی ادارے ہوں گے کیونکہ معاشرے سے برائی، ظلم اور ناانصافی کو ختم کرنا اور اچھائی اور عدل و انصاف کو رائج کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے اور یہی اس کے قیام کا جواز بھی ہے[35]۔

بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کی طرف سے تیار کردہ بیانیہ "پیغامِ پاکستان" جس پر ملک کے تمام مکاتب فکر کے علماء اور مذہبی رہنماؤں کی تائید و توثیق موجود ہے اس اہم پہلو پر خصوصیت سے روشنی ڈالتا ہے۔ امر

---

[33] مسلم بن حجاج، ابو الحسن، الجامع الصحیح، (المسند الصحيح المختصر من السنن بنقل العدل عن العدل عن رسول الله صلى الله عليه وسلم) كتاب الايمان ،بابُ بَيَانِ كَوْنِ النَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ مِنَ الْإِيمَانِ، رقم ۴۹، مکتبہ دارالسلام الریاض، ۱۹۹۸

[34] المائدہ، ۵:۷۹

[35] طاہر القادری، محمد، دہشت گردی اور فتنہ خوارج، منہاج القرآن پبلی کیشنز لاہور ۲۰۱۰، ص:۵۶۱

بالمعروف کے عنوان سے قانون اپنے ہاتھ میں لینے کا رجحان کے عنوان کے تحت مرقوم ہے "اسلام نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا منہج طے کر دیا ہے کہ برائی کو تبدیل کرنے کے لیے قانون کے مطابق قوت کا استعمال صرف بااختیار ریاستی اداروں کا حق ہے اور کسی شخص کو اس ضمن میں قانون اپنے ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں[36]"

اللہ تعالیٰ نے انسان کو شرف و عزت عطا فرمائے ہیں اور اس کی جان، مال اور عزت و آبرو کو حرمت عطا کی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے ﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ ءَادَمَ﴾[37] "بلاشبہ ہم نے بنی آدم کو تکریم عطا کی ہے"۔

قرآنِ حکیم کے اس ارشاد کی روشنی میں تکریم انسانیت اور شرفِ آدمیت اس امر کو لازم ٹھہراتے ہیں کہ تحفظِ نفس، تحفظِ مال، تحفظِ نسب اور تحفظِ حرمت کو ہر سطح اور ہر درجے پر یقینی بنایا جائے۔ ابتدائی قبائلی نظام سے لے کر شہری ریاستوں اور عہدِ جدید کی جمہوری حکومتوں تک ہر عمرانی اور اجتماعی نظام میں یہی روح کارفرما رہی ہے۔ اس حوالے سے قرآن مجید کی آیات بینات ہر عہد اور ہر زمانے کے لیے بصیرت اور ہدایت کی روشن قندیلیں ہیں۔

ریاست کے تحفظاتی ادارے اپنے کردار کی کلیدی نوعیت کے اعتبار سے ریاست میں داخلی امن و استحکام اور تحفظ و سلامتی کے حوالے سے اساسی اہمیت کے حامل ہیں۔ اگر کوئی ریاست اپنے باشندوں اور شہریوں کے جان، مال، عزت و آبرو اور سلامتی کے تحفظ کی ذمہ داری سے کماحقہ عہدہ براء نہیں ہوتی تو عقل، قانون اور شریعت کی نظر میں اپنے وجود کا جواز کھو بیٹھتی ہے۔ لہذا یہ امر منطقی اور عقلی لحاظ سے بھی اولین توجہ کا متقاضی ہے کہ ریاست کے ان تحفظاتی اداروں کے لیے صراحت کے ساتھ ان ذمہ داریوں، فرائض اور تزویراتی و عملیاتی حدود و قیود کا قطعی طور پر تعین کر لیا جائے جن کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ ادارے ریاست کے اس بنیادی وظیفہ و فریضہ سے موثر اور مثبت انداز میں ادا کر سکیں۔

قرآن مجید انسانیت کے لیے، انفرادی و اجتماعی دونوں سطحوں پر، ہدایت کا ایسا عظیم سرچشمہ ہے جس سے ہر شعبہ حیات کے لیے بصیرت اور رہنمائی کے سَوتے پھوٹتے ہیں۔ ہمیں اس سرچشمۂ رشد و ہدایت سے عمرانیات اور سیاسیات کے اس بنیادی مسئلہ کے حوالے سے اصولی رہنمائی اور واضح ہدایات ملتی ہیں۔ ان رہنما اصولوں کی روشنی میں ریاست کے تحفظاتی اداروں کے لیے اُن خطوط اور دائرہ ہائے کار کے روشن خدوخال پوری تابناکی سے ہمارے

---

[36] پیغام پاکستان، ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد ۲۰۱۸، ص:۲۵

[37] بنی اسرائیل، ۱۷:۷۰

سامنے آجاتے ہیں جن کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ریاست قانون سازی سے لے کر نفاذِ قوانین تک اپنے تمام فرائضی امور ایسی خوش اسلوبی سے سر انجام دے سکتی ہے جس کے ذریعے بنیادی انسانی حقوق کا تحفظ اور ریاستی قوانین کی بالادستی و نفاذ دونوں کو عمدہ ترین توازن کے ساتھ یقینی بنایا جاسکتا ہے۔

عصرِ حاضر میں جدید ریاستی حکومتوں کو جو خطرات درپیش ہیں وہ اپنی نوعیت اور سنگینی کے لحاظ سے مختلف جہات اور متنوع چیلنج رکھتے ہیں۔ روایتی جنگوں اور معمول کے جرائم برخلاف اشخاص و جائیداد کے ساتھ ساتھ غیر روایتی جنگیں، دہشت گردی، تخریب کاری، ففتھ جنریشن وار فیئر، مخابراتی و تزویراتی کارروائیاں، ذرائع ابلاغ کا منفی پروپگینڈا اور تخریب کے لیے استعمال، منظم جرائم (organized crime)، سائبر کرائم اور منشیات و اسلحہ کے ملکی و بین الاقوامی مافیا گروپ داخلی امن واستحکام کو آج کے دور میں لاحق وہ عفریت نما خطرات ہیں جن سے نبرد آزما ہونا تحفظاتی اداروں کے لیے انتہائی دشوار اور کٹھن ذمہ داری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان تبدیل شدہ زمینی حقائق کے پیشِ نظر نہ صرف سخت ترین قوانین بنائے جارہے ہیں بلکہ تحفظاتی اداروں کو جدید خطوط پر استوار بھی کیا جارہا ہے اور ان میں نئے ذیلی ادارے متعارف کروائے جارہے ہیں۔ قرآنِ حکیم ہمیں ریاستی امن واستحکام کو درپیش مندرجہ بالا خطرات کے تدارک اور انسداد کے لیے اساسی رہنما اصول عطا فرماتا ہے۔

حاصل کلام

قرآن حکیم امن وامان اور داخلی استحکام کو اولین اہمیت دیتا ہے۔ ہر زمانے میں کسی بھی ریاست کے لیے شہریوں کو تحفظ اور امن فراہم کرنا سب سے بنیادی ذمہ داری رہی ہے اور اسی سے ریاست اور معاشرہ و سماج میں استحکام اور ترقی و خوشحالی کو فروغ ملتا ہے۔ ریاست کے بہت سے ادارے ہیں جن میں مقننہ عدلیہ، انتظامیہ اور انتظامیہ کے زیرِ نگرانی تحفظاتی ادارے خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ قرآن مجید تحفظاتی اداروں کی کارکردگی اور حدود و فرائض کے بارے میں اساسی تعلیمات اور بنیادی ہدایات فراہم کرتا ہے۔ کسی بھی حکومتی یا ریاستی اتھارٹی کا صرف وہی حکم واجبِ تعمیل ہے جو قانونی اور آئینی ہو اور معروف کا حکم رکھتا ہو۔ معاشرے کی اجتماعی ہیئت کے لیے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ تحفظاتی اداروں کی ذمہ داری ہے۔ قرآن مجید آئینی حقوق اور نفاذِ قانون دونوں کو پیشِ نگاہ رکھتے ہوئے ایک سنہری توازن کا تصور عطا کرتا ہے۔

سفارشات

1۔ قرآن مجید کی تعلیمات کی روشنی میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی غرض سے طاقت کا استعمال صرف مجاز تحفظاتی اداروں کے پاس ہونا چاہیے تاکہ ایک واضح قومی حکمت عملی کے ساتھ اور ایک مربوط و منظم طریق کار کے مطابق جرائم اور بدامنی کی سرکوبی کی جائے اور امن واستحکام کو استقرار اور فروغ دیا جائے۔

2۔ عصر حاضر میں امن واستحکام کو درپیش خطرات سے نمٹنے کے لیے سخت تر قوانین کی ضرورت ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ قرآنی تعلیمات کی روشنی میں ریاستی ادارے تحفظِ حقوقِ انسانی اور نفاذِ قوانین کے عمل میں توازن برقرار رکھنے کے بھی ذمہ دار ٹھہرائے جائیں۔

3۔ قانون کی بالادستی کے اصول کے پیشِ نظر صرف "معروف" اور آئینی احکامات کی تعمیل لازم قرار دی جائے تاکہ حکمران اور بالادست طبقات ذاتی اغراض ومقاصد کے لیے غیر قانونی احکامات صادر نہ کرسکیں اور تحفظاتی اداروں کا غلط استعمال نہ کرسکیں۔

4۔ ریاست کے تمام اداروں بالخصوص تحفظاتی اداروں کی از سرِ نو تنظیم کی ضرورت ہے تاکہ ان کے اختیارات اور فرائض کو موجودہ عہد کے خطرات کے مطابق متعین کیا جائے۔

5۔ تحفظاتی اداروں کو ہر نوع کی سیاسی وغیر سیاسی مداخلت سے پاک رکھنے کے لیے ٹھوس قومی لائحہ عمل اختیار کیا جائے تاکہ یہ ادارے مکمل پیشہ وارانہ انداز میں اپنے فرائض انجام دے سکیں۔

6۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستوری تناظر میں آئین کی اسلامی دفعات کی لفظی و معنوی روح کے مطابق امن واستحکام کو درپیش خطرات کا جائزہ لے کر قرآنِ حکیم اور شریعت مطہرہ کی روشنی میں ریاست کے تمام اعضاء اور اداروں کے لیے واضح رہنما اصول اور قابلِ عمل حکمت عملی کا تعین کیا جائے جس میں قانون کی حکمرانی، بلاامتیاز قانونی کارروائی اور اعلیٰ پیشہ ورانہ اقدار کے ساتھ ساتھ جوابدہی اور احتساب کی روح پوری طرح کارفرما ہو۔